پاکستان عالمی سازشیں اور ان کا مقابلہ

منشورات

اکتوبر 2000

فیسر خورشید احمد

profkhurshidahmad.com all rights reserved

پاکستان
عالمی سازشیں اور ان کا مقابلہ

پروفیسر خورشید احمد

منشورات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انگریزی کا محاورہ ہے کہ خطرے سے بروقت متنبہ کرنا، خطرے کے مقابلے کے لیے ہتھیار بند کرنا ہے (to forewarn is to forearm)۔ ہم اسی جذبے اور احساس سے پاکستانی قوم اور امت مسلمہ کو ان منصوبوں اور سازشوں کے بارے میں متنبہ کرنا چاہتے ہیں جن کی کھچڑی مغربی اقوام، خصوصیت سے امریکہ اور بھارت، میں پک رہی ہے اور جنھیں محض خیالی پلاؤ سمجھ کر نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

جہاں تک اسلام اور امت مسلمہ کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ حق و باطل کی جنگ اور ابلیس و آدم کی کش مکش ازل سے ہے اور ابد تک جاری رہے گی:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفویؐ سے شرار بولہبی

یہ کش مکش نہ ہمارے لیے غیر متوقع ہے اور نہ کوئی نئی چیز! البتہ امت مسلمہ نے بار بار اپنی غفلت یا خوش فہمی کی وجہ سے زمینی حقائق سے صرف نظر کیا اور ٹھوکریں کھائیں۔ آج بھی ہم ایسی ہی صورت حال سے دوچار ہیں اور حیران و ششدر ہیں کہ بحروبر پر آفت اور تباہی کے بادل چھائے ہوئے ہیں لیکن ایک مخصوص طبقہ ایک طرف "سب اچھا ہے" کے فریب میں مبتلا ہے تو دوسری طرف دشمن سے دوستی اور امن و سلامتی کی بھیک مانگ رہا ہے۔ ماضی میں بھی مترفین اور مفاد پرست قیادتوں کا یہی رویہ رہا ہے اور آج بھی ان کا یہی کردار ہے۔ لیکن پاکستان مسلمانوں کا ۱۴ کروڑ آبادی کا ملک ہے۔ یہ ان

کی آخری پناہ گاہ ہے اور اس کی حفاظت کی اصل ذمہ داری بھی انھی عوام کی ہے کیونکہ انھی عوام کی قربانیوں سے یہ ملک وجود میں آیا تھا۔ ہمارے مخاطب یہی عوام ہیں جو امت کا اصل سرمایہ اور پاکستان کے حقیقی محافظ ہیں۔ خطرات اور سازشیں کیسی ہی گھمبیر کیوں نہ ہوں، یہ ملک جو اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے ان شاء اللہ قائم رہے گا اور اپنا تاریخی کردار ادا کرے گا۔ لیکن یہ بھی اللہ کا قانون ہے کہ اس کے لیے قوم کو ایک بار پھر مستعد ہو کر اٹھ کھڑا ہونا ہوگا اور ان قیادتوں سے نجات حاصل کرنا ہوگی جن کا ایمان اور بھروسا اللہ اور اس کے دین پر نہیں بلکہ واشنگٹن اور دہلی کے کارفرماؤں پر ہے اور جو اپنی تاریخ، روایات اور ملی عزائم سے سے ناآشنا اور محض وقتی مراعات اور دنیاوی سہولتیں حاصل کرنے کو مقصد حیات بنائے ہوئے ہیں۔ پاکستان کی زندگی، بقا اور ترقی کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ اللہ پر بھروسا اور عوام کی بیداری کا راستہ ہے تاکہ زمام کار طالع آزما بہروپیوں کے بجائے عوام کے حقیقی نمایندوں اور امت مسلمہ کے حقیقی بہی خواہوں کے ہاتھوں میں آسکے تاکہ وہ اپنی قوت بازو سے اپنے مستقبل کی تعمیر کا فریضہ انجام دیں ؂

یہی آئین قدرت ہے، یہی اسلوب فطرت ہے
جو ہے راہ عمل میں گامزن، محبوب فطرت ہے

۱۹۴۷ء میں پاکستان کا قیام عالمی سیاسی افق پر محض ایک مسلمان ملک (جو اس وقت آبادی کے اعتبار سے مسلمانوں کا سب سے بڑا ملک تھا) کا ظہور نہ تھا بلکہ مسلمان ملکوں کی آزادی اور اسلامی احیا کی عالمی تحریک کا نقطۂ آغاز تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ۵۶ مسلمان ملک عالمی نقشے پر ابھر آئے اور ان میں اسلامی نظام کا قیام اور شریعت کے احیا کی جدوجہد شروع ہوگئی۔ ایران کا اسلامی انقلاب (۱۹۷۹ء)، افغانستان سے روس کی پسپائی (۹۰-۱۹۸۸ء) اور عالمی اشتراکی تحریک اور روس کی عالمی قوت کا انتشار وہ فیصلہ کن واقعات تھے، جنھیں اسلام دشمن قوتوں نے خطرے کی گھنٹی قرار دیا اور اسلامی احیا کی راہوں کو مسدود کرنے کے لیے مسلم امہ کے خلاف ایک کثیر جہتی جنگ کا آغاز کیا۔

سیاست، معیشت، مالیات، ثقافت، تعلیم، تحدید آبادی، میڈیا--- غرض ہر محاذ پر ایک سوچی سمجھی جنگ کا آغاز کر دیا گیا تاکہ عالم اسلام اپنا عالمی کردار ادا نہ کر سکے اور استعمار کے نئے جال کا شکار ہو جائے۔ اس جنگ کے مختلف محاذ اور اس حکمت عملی کے مختلف اہداف ہیں، مثلاً: سیاسی نقشے کی تبدیلی، قدرتی اور مادی وسائل پر دوبارہ قبضہ، مالیاتی انتشار اور قرضوں کی غلامی، علاقائی، لسانی، گروہی اور فرقہ وارانہ تعصبات کا طوفان، باہمی جنگ و جدل اور خانہ جنگی، معاشی مار، فکری اور تعلیمی استیلا اور فن و ثقافت کے نام پر ناچ رنگ اور لہو لعب کا سیلاب، اور فوجی قوت کا اضمحلال اور تباہی وغیرہ۔ عراق ایران جنگ ہو یا خلیج کی جنگ، بوسنیا، کوسووا، چیچنیا، تاجکستان کی تباہی ہو یا افغانستان کی خانہ جنگی، کیمپ ڈیوڈ، اوسلو اور میڈرڈ کا سیاسی عمل ہو یا ڈیٹن معاہدہ، جینیوا ایکارڈ ہو یا اعلانات لاہور اور واشنگٹن، الجزائر کی خانہ جنگی ہو یا صومالیہ اور اریٹیریا کی نسل کشی، عراق کے حصے بخرے ہوں یا ترکی اور کردوں کی کش مکش، مغربی اقوام میں اسلاموفوبیا کا طوفان ہو یا عالم اسلام میں تشدد کے نام پر مسلمانوں پر ریاستی جبر و ظلم کا طغیان--- یہ سب اسی نقشہ جنگ کے مختلف پہلو اور محاذ ہیں۔

سب سے تشویش ناک بات یہ ہے کہ تباہی کے اس کھیل میں خود مسلمان اور عرب ملکوں کی قیادتیں مغربی اقوام کی حلیف اور شریک کار بنی ہوئی ہیں۔ ان کے درمیان مفادات کے اشتراک کا ایک نظام قائم ہو گیا ہے اور یہ اپنے ہی چمن کو برباد کرنے اور لوٹنے میں مخالف قوتوں کے آلہ کار بن رہے ہیں۔ عالم اسلام کے خلاف اس یلغار کے بڑے بڑے اہداف یہ ہیں:

۱- مسلمانوں میں فکری اور ذہنی انتشار پیدا کر کے اسلام کو متنازع بنانا۔ بنیاد پرستی، تشدد، حقوق سے محرومی، مرد و زن کا تصادم اور خاندانی نظام کے دروبست کا انتشار--- آزادی، ترقی، مساوات، جدت اور خوش حالی کے نام پر نام نہاد لبرلزم اور سیکولرزم کو مسلمانوں پر مسلط کرنا۔

۲- امت کی نظریاتی، آئینی اور اخلاقی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور مسلمان ممالک کو

اسلام اور اسلامی اتحاد سے دور لے جانے کے لیے ان میں علاقائی، لسانی، گروہی اور فرقہ وارانہ اختلاف کو ہوا دینا اور اس کش مکش کو تشدد کے راستے پر ڈالنا۔

۳- جن ممالک میں اسلامی احیا کے امکانات زیادہ ہیں یا جو عالم اسلام کی وحدت کا ذریعہ بن سکتے ہیں ان کو خاص طور پر سیاسی انتشار کا شکار کر کے ان کے حصے بخرے کرنے کا منصوبہ، جس طرح اس صدی کے آغاز میں دولت عثمانیہ کو پارہ پارہ کیا گیا اور استعماری قوتوں کی سیاست کاری کے نتیجے میں عالم اسلام کے سیاسی نقشے کو اس طرح بنایا گیا کہ مسلمان کمزور اور منقسم رہیں (ملاحظہ ہو سائیکس پیکاٹ معاہدہ ۱۹۱۶-۱۹۲۲ء، معاہدہ وارسائی ۱۹۱۹ء، اعلان بالفور ۱۹۱۷ء)۔

انھی خطوط پر آج پھر موجودہ نقشے کو بدلنے کی سازشوں پر تیزی سے عمل ہو رہا ہے۔ اس کے بڑے بڑے ہدف پاکستان، ترکی، انڈونیشیا، وسط ایشیا، عراق اور خود سعودی عرب ہیں۔ ایک ایسے دور میں جب یورپ اتحاد کی طرف جا رہا ہے، امریکہ، شمال اور جنوب دونوں کے ممالک کو معاشی اور سیاسی الحاق میں سمونے کی کوشش کر رہا ہے اور روس ایک بار پھر یورپ اور ایشیا کے ان ممالک کو کسی نئے انتظام میں پرونے میں مصروف ہے جو اس کے پرانے نظام کا حصہ تھے، ساری کوشش ہے کہ عالم اسلام منتشر اور پراگندہ رہے اور اس کی ساری قوتیں اندرونی خلفشار کی نذر ہو جائیں۔

۴- اس سیاسی کھیل کا ایک اہم ہدف عالم اسلام کے معاشی وسائل پر قبضہ اور عالم گیریت کے نام پر اسے امریکہ اور یورپ کی چراگاہ بنانا ہے۔

۵- عالم اسلام کو عسکری طور پر کمزور رکھنا، محض اپنے تجارتی منافع کے لیے ایک طرف اسے ناکارہ اسلحہ فراہم کرنا، تو دوسری طرف خانہ جنگیوں کے ذریعے جو بھی عسکری قوت اسے حاصل ہے اسے تباہ کر دینا، نیز اس امر کا اہتمام کہ اعلیٰ ترین ٹکنالوجی سے یہ ممالک محروم رہیں اور چونکہ پاکستان نے ایٹمی صلاحیت حاصل کرلی ہے تو کوشش ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس صلاحیت کو تباہ کر دیا جائے تاکہ مسلم ممالک کے لیے یہ راستہ مسدود ہو جائے۔

۶- دنیا کے معاشی وسائل اور مالی نظام پر مکمل قبضے کے ساتھ ساتھ معلومات پر مکمل کنٹرول۔ نیز میڈیا کی قوت کے ذریعے فکروفن اور ثقافت و تہذیب کے میدان میں مغرب کے رنگ میں رنگنے اور مارشل آرٹس، سخت کوشی اور تحقیق و اجتہاد کے راستے سے ہٹا کر مسلمان اقوام کو ناچ گانے، لہوولعب اور اباحت اور جنسی بے راہ روی میں مبتلا کرنا تاکہ ان کی مقابلے کی قوت کمزور اور تحلیل ہوتی جائے، مغربی استعمار کی بالادستی قائم رہے اور امریکہ کو ۲۱ ویں صدی کی عالمی طاقت کی حیثیت سے غلبہ حاصل رہے۔

یہ ہے نقشہ جنگ جس پر امریکہ اور یورپی اقوام عمل پیرا ہیں۔ اس جنگ میں انھوں نے اسرائیل اور بھارت کو اپنا حلیف اور آلہ کار بنا لیا ہے اور ان دونوں نے بھی اپنے اپنے مقاصد کے لیے ایک اہم کردار اختیار کر لیا ہے۔

اس پس منظر میں ان تحقیقی رپورٹوں، تصوراتی مطالعوں، سیاسی تجزیوں اور مستقبل کی خطوط کاریوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے جن کا ایک سیلاب امریکہ اور یورپ کے سیاسی حلقوں میں آرہا ہے۔ یہ تحریریں مغربی اقوام کے ذہن اور عزائم کی آئینہ دار ہیں۔ بظاہر یہ سچ اور جھوٹ، حقائق اور واہمات، تجزیہ اور خیال آرائی، توقعات اور اندیشوں کا ملغوبہ نظر آتی ہیں۔ یہ ان کے خبث باطن کا اظہار سہی، لیکن اس سب کے باوجود ان کا مطالعہ اور تجزیہ ضروری ہے تاکہ مخالف قوتوں کے منصوبوں کو سمجھا جاسکے، اپنی کمزوریوں اور خامیوں کا جائزہ لیا جاسکے اور اصلاح کی جاسکے، اور دشمن کی چالوں کا جواب دینے کے لیے تیاری اور منصوبہ بندی کی جاسکے۔

امریکہ کے سابق صدر رچرڈ نکسن نے ۱۹۸۵ء میں ریگن اور گورباچوف کی پہلی چوٹی کی سطح کی میٹنگ کے موقع پر رسالہ فارن افیرز میں اسلامی انتہاپسندی کے خطرات اور ۱۹۸۵ء میں نیٹو کے سیکرٹری جنرل نے سرخ کے مقابلے میں سبز خطرے کی نشان دہی سے اس سلسلے کا آغاز کیا تھا۔ پھر ۱۹۹۴ء میں پروفیسر سیموئیل ہنٹنگٹن نے فارن افیرز میں اور پھر تہذیبوں کے تصادم پر کتاب میں نئے خطوط اور کرداروں کی نقشہ کشی کی۔ یہ

سلسلہ بڑی شد و مد سے جاری ہے۔ کوئی مہینہ ایسا نہیں جاتا کہ چند اہم مضامین اور کتابیں اس دل پسند موضوع پر شائع نہ ہوتی ہوں۔ اس سلسلے میں پچھلے چند مہینوں سے پاکستان کو خصوصی موضوع بنایا جا رہا ہے جو بہت معنی خیز ہے۔

امریکہ کی وزارت دفاع' وہائٹ ہاؤس اور کانگرس اور سینیٹ کی مختلف کمیٹیاں اس سلسلے میں کافی متحرک ہیں۔ ایک ۲۸ رکنی کمیشن نے' جس نے سابق سینٹرز گیری ہارٹ اور رین روڈمین کی سربراہی میں کام کیا' جن نکات کو ابھارا ان میں سے قابل ذکر یہ ہیں:

--- افغانستان کے حالات پاکستان کی سلامتی کے لیے خطرے کا باعث ہو سکتے ہیں۔

--- آیندہ ۲۵ سال پاکستان کے لیے بہت خطرناک ہیں۔ اس زمانے میں پاکستان میں ٹوٹ پھوٹ کا عمل واقع ہو گا جو دنیا کا سب سے ہنگامہ خیز اور فوری توجہ کا مسئلہ بن سکتا ہے۔

--- طالبان' بھارت' ایران اور چین کے درمیان جنگ کے امکانات ہیں۔

--- پاکستان اور بھارت کے درمیان کشمیر کے مسئلے پر جنگ ہو گی۔

--- پنجاب' سندھ اور بلوچستان میں پھوٹ پڑے گی۔ بلوچ' پشتون اور مہاجر الگ ریاستوں کا مطالبہ کریں گے اور اس سے پاکستان کی داخلی سلامتی متاثر ہو گی۔

--- پاکستان معاشی طور پر بدحال اور سیاسی طور پر مفلوج ہو جائے گا۔

یہ رپورٹ ۱۹۹۹ء میں تیار ہوئی اور اس سال کے شروع سے پالیسی ساز حلقوں میں گردش کر رہی ہے۔

۱۴۷ صفحات کی ایک دوسری رپورٹ بہ عنوان' ایشیا ۲۰۲۵ء (Asia 2025)' وزارت دفاع نے تیار کرائی ہے اور ابھی حال ہی میں منصہ شہود پر آئی ہے۔ اس کے مندرجات کو اس کی ایک رکن ایشلے ٹیبس (Ashely Tebis) نے' جس کا تعلق رینڈ کارپوریشن سے ہے' افشا کیا ہے جو بھارت کے رسالے Outlook (۱۸ ستمبر ۲۰۰۰ء) میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں تین منظرنامے (scenarios) پیش کیے گئے ہیں جن میں خاکم

بدہن پاکستان کا انتشار، شکست اور بھارت میں انضمام، انڈونیشیا کی بربادی اور ایشیا میں چین اور بھارت کی بالادستی کا قیام اور مشرقی ایشیا میں چین کی کامیابی اور تائیوان کی بازیابی مرکزی موضوع ہیں۔ پاکستان کے بارے میں چند اہم اقتباسات:

نئے جنوبی ایشیا کے اس فرضی منظرنامے کا آغاز ۲۰۱۰ء میں پاکستان کے ممکنہ خاتمے سے ہوتا ہے جہاں روز افزوں معاشی بحران، لسانی تنازعات اور امن عامہ کے محاذ پر حکومت کی بے بسی سے عدم استحکام میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔

سندھی، بلوچ اور پٹھان جو طویل عرصے سے پنجاب کے زیر تسلط پاکستان سے ناراض چلے آرہے ہیں، بغاوت کر دیتے ہیں۔ مہاجر سڑکوں پر نکل آتے ہیں۔ اسلامی انتہا پسندی اس عدم استحکام میں دو طرح سے اضافے کا باعث بنتی ہے: اول، "طالبان" کی جانب سے ملک کو کمزور کرنے کی کوششیں اور دوم، جماعت اسلامی کی بڑھتی ہوئی طاقت۔

۲۰۱۲ء تک پاکستان مکمل طور پر مفلوج ہو چکا ہے۔ بھارت اپنی افواج کو آزاد کشمیر میں داخل کر دیتا ہے۔ پاکستان بھارت کو خبردار کرتا ہے کہ اگر اس نے اپنی افواج کو آزاد کشمیر سے واپس نہیں بلایا تو وہ بھارت پر ایٹمی حملہ کر دے گا-- پاکستان کی جانب سے ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کے اندیشے سے خوف زدہ ہو کر بھارت روایتی ہتھیاروں کی مدد سے پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کی غرض سے حملہ کر دیتا ہے، جو ناکام ثابت ہوتا ہے۔ تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق پاکستان بھارت سے ملنے والی سرحدوں پر موجود بھارتی افواج پر ایٹمی حملہ کر دیتا ہے۔ دریں اثنا امریکی انٹیلی جنس بتاتی ہے کہ اسلامی انتہا پسند عناصر پاکستان کے باقی ماندہ ایٹمی ہتھیاروں پر قبضہ کر رہے ہیں۔ اس خبر سے شہ پا کر امریکہ روایتی ہتھیاروں کی مدد سے پاکستان کے ایٹمی مراکز پر حملہ کر دیتا ہے۔

پاکستان میں مکمل انارکی کا دور دورہ ہے۔ بھارتی افواج امن و امان بحال کرنے کی غرض سے پاکستان میں داخل ہو جاتی ہیں۔ ملک کا شیرازہ منتشر ہونے کے

ساتھ ہی پاکستانی علاقے بھارت سے الحاق کر لیتے ہیں۔ سندھ، بلوچستان اور سرحد کی اسمبلیاں بھارتی کنفیڈریشن میں شمولیت کی منظوری دیتی ہیں۔ ایک وسیع بھارتی کنفیڈریشن وجود میں آجاتی ہے۔ الگ تھلگ پنجاب بھی بالآخر مجبور ہو کر اس کنفیڈریشن میں شامل ہو جاتا ہے تاکہ بھارتی مشرقی پنجاب میں ضم ہو کر "عظیم تر پنجاب" کی تشکیل ممکن ہو سکے۔

اس مطالعے کے مطابق ۲۰۲۰ء میں، پاکستان دنیا کے نقشے سے غائب ہو چکا ہے اور بھارتی کنفیڈریشن اس علاقے کی سپر اسٹیٹ کا درجہ حاصل کر چکی ہے---- بھارت ایشیا کی ایک اہم علاقائی طاقت بن چکا ہے۔ امریکی منصوبہ ساز امریکی محکمہ دفاع پر زور دے رہے ہیں کہ وہ علاقے میں بھارت کی بڑھتی ہوئی اقتصادی اور جنگی اہمیت اور کردار کا پیشگی ادراک کریں (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے روزنامہ جنگ، لاہور، ۱۵ ستمبر ۲۰۰۰ء)۔

اس رپورٹ ہی کے خطوط پر بی بی سی کے ایک نامہ نگار ہمفرے ہاکسلے (Humphrey Hawksley) کی تازہ ترین کتاب ابھی ۲۴ اگست ۲۰۰۰ء کو لندن سے میک ملن (Macmillan) نے شائع کی ہے جسے Dragonfire کا نام دیا گیا ہے۔ بظاہر یہ ایک ناول ہے جس میں آیندہ جنگ کا نقشہ پیش کیا گیا ہے مگر نہ یہ ناول ہے اور نہ رپورتاژ---- بلکہ مئی ۲۰۰۷ء میں پاکستان، بھارت، چین، روس، جاپان اور امریکہ کے دارالخلافوں اور اہم جنگی محاذوں کی رپورٹ ہے جو بی بی سی اور سی این این کی خبر رسانی کے انداز میں پیش کی گئی ہے اور جس کے بارے میں مصنف نے کہا ہے کہ اس کی نوعیت مستقبل کی تاریخ (future history) کی ہے۔ وہ لکھتا ہے:

ایشیا میں واقعات کی رفتار اتنی تیز ہے کہ کئی مواقع پر حالات نے میری تحریر کو پیچھے چھوڑ دیا۔ آج جو بات کہانی ہوتی ہے، کل وہی تاریخی واقعہ ہو جاتی ہے۔

لطف کی بات ہے کہ اس کتاب کی تیاری کے لیے مصنف نے تین سال تحقیق کی

ہے اور جن لوگوں سے انٹرویو لیے ہیں ان میں امریکہ' بھارت اور پاکستان کی اہم شخصیات شامل ہیں۔ امریکہ سے رینڈ کارپوریشن کی ایشلے ٹیس اور لیہ یونی ورسٹی کے بھارت نژاد پروفیسر راجن مینن اور پاکستان سے فرائیڈے ٹائمز کے مدیر خالد احمد' مرزا اسلم بیگ اور تنویر احمد خاں وغیرہ۔

کتاب کا مرکزی خیال امریکہ کے اپنے معاملات میں زیادہ دل چسپی کی وجہ سے ایشیا میں قیادت کا خلا اور اسے پُر کرنے میں بھارت اور چین کا کردار ہے۔ گو بالآخر بھارت بھی اس علاقائی جنگ و جدل میں بری طرح مجروح ہوتا ہے لیکن باقی رہتا ہے اور ایک علاقائی قوت بنتا ہے۔ اصل خسارہ پاکستان کا ہے جسے خاکم بدہن صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے اور علاقے پر چین کی بالادستی قائم ہو جاتی ہے۔ جنگ کا سبب کشمیر میں اسلامی قوتوں کی مداخلت ہے جس میں دینی جماعتوں اور خصوصیت سے جماعت اسلامی کے کردار کو نمایاں کیا گیا ہے۔ فوج اور اسلامی قوتوں میں اشتراک اور تعاون کو اس صورت حال کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ اصل ہدف فوج اور اسلام ہیں۔ مئی ۲۰۰۷ء میں پاکستان کا منظریوں پیش کیا گیا ہے:

> بھارت سے ہمیشہ خطرہ محسوس کرنے والا اور اپنے بددیانت لیڈروں کے زیر حکمرانی پاکستان ابھی تک وہ اسلامی کامیابیاں حاصل نہیں کر سکا جس کا خواب اس کے بانیوں نے دیکھا تھا۔ صدی کے آغاز پر اس نے خود ہی ایٹمی قوت ہونے کا اعلان کیا اور ایک فوجی حکومت قائم ہو گئی۔ مسلسل عالمی دباؤ کے تحت پاکستان نے جمہوریت کا ایک اور تجربہ کیا لیکن یہ ملک کو تباہی سے نکالنے میں ناکام رہا۔ ایک دفعہ پھر' فوج اور اسلام پرکشش متبادل کے طور پر سامنے آئے۔

پوری کہانی کا حاصل یہ ہے کہ کشمیر سے جنگ کا آغاز ہوا' بھارت نے فوج کشی کر دی' کہوٹہ کو تباہ کرنے کی کوشش کی جو ناکام رہی' پاکستان نے بھارت کی فوجوں پر ایٹمی حملہ کر دیا' امریکہ نے مداخلت کی اور کہوٹہ کو تباہ کر دیا۔ چین نے بھارت پر حملہ کیا اور بری طرح تباہی مچائی۔ پاکستان' اس کی فوج' ایٹمی صلاحیت بالکل تباہ ہو گئے۔ بمبئی کی تباہی کے

باوجود بھارتی فوجوں نے پاکستان پر قبضہ کرلیا اور ایشیا میں دو ایٹمی طاقتیں کارفرما قوت تسلیم کرلی گئیں: چین اور بھارت!

جماعت اسلامی، حزب المجاہدین، لشکر طیبہ اور حرکتہ المجاہدین کا بار بار ذکر ہے۔ ضیاء الحق کو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ شریعت کی بالادستی کا ہوا دکھایا گیا ہے۔ پاکستان اور چین میں بدگمانیاں پیدا کرنے کے لیے سنکیانگ میں جہادی قوتوں کی کارروائیاں زیر بحث آئی ہیں۔ اس کتاب میں بھارت کی جنگی تیاریوں اور اس کی حکمت عملی کی برتری کو نمایاں کیا گیا ہے۔ پاکستانی فوج کی قیادت جذباتی اور منصوبہ بندی میں خام اور بھارتی کمانڈر حالات سے باخبر اور پاکستان کی سرزمین کے چپے چپے کے بارے میں معلومات سے آراستہ نظر آتے ہیں۔ اصل ہدف یہ ہے کہ امریکہ بالآخر بی-۲ سے حملہ کر کے پاکستان کو اس کی ایٹمی صلاحیت سے محروم کردے۔

کتاب کے آخری باب (Epilogue) میں چین کی فتح، بھارت کی از سرنو تعمیر کے آغاز اور پاکستان کو اقوام متحدہ کی عارضی تولیت میں دینے کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ بقول مصنف، بھارت میں ادغام بھی ایک امکان تھا مگر پاکستان کے عوام کی شدید مخالفت اور مسلم دنیا کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے ملک کو اقوام متحدہ کی فوجوں کی تحویل میں دیا گیا۔ بھارت میں دہلی اور بمبئی تباہ ہوئے مگر نئے انتخاب کے بعد ان کی تعمیر شروع ہو گئی۔ اسٹاک ایکسچینج کو مدراس منتقل کر دیا گیا۔

بھارت کے وزیر دفاع جارج فرنانڈس نے اس ناول Dragonfire کو حقیقت پسند (realistic) ناول کہا ہے (دی ایشین ایج، لندن، یکم ستمبر ۲۰۰۰ء)۔

آپ اسے ناول کہہ لیں، واہمہ قرار دے لیں، خیالی پلاؤ کا نام دے لیں، حقیقت یہ ہے کہ مغرب کا اصل ہدف پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو تباہ کرنا، اسلام کی قوت کو کمزور کرنا اور فوج کو بے دست و پا کرنا ہے۔ اگر پاکستانی قوم اور امت مسلمہ اس کھیل اور اس کے اصل اہداف کو سمجھنے سے محروم رہتی ہے تو دشمن کامیاب ہے اور اگر ہم دشمن کے اصل عزائم کی تصویر دیکھ کر اسی نسخے یعنی قوت کے حصول اور اس کے بروقت اور جرأت

مندانہ استعمال کا راستہ اختیار کرتے ہیں تو مستقبل ہمارا ہے۔

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

ستمبر ۲۰۰۰ء کے Atlanatic Monthly میں رابرٹ کاپلان کا مفصل مضمون The Lawless Frontiers آیا ہے جس میں بلوچستان، طالبان، شمال مغربی صوبہ، کراچی، جنرل مشرف اور اٹک فورٹ کے عنوانوں کے تحت یوگوسلاویہ کی طرح پاکستان کے منتشر ہو جانے کے امکانات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ جماعت اسلامی، دینی قوتوں اور اسامہ بن لادن کا ہوا یہاں بھی مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ جنرل مشرف اپنے تمام لبرلزم کے باوجود ان قوتوں کے اسیر بنا کر پیش کیے گئے ہیں۔ علاقائی اور لسانی قوتوں کے پنجاب کے خلاف صف آرا ہونے کی تصویر کشی کی گئی ہے اور دریائے سندھ کو علاقے کے جغرافیہ ہی نہیں سیاسی نقشہ کا خالق بنا کر پیش کیا گیا ہے اور تصور ہی تصور میں بھارت کو اس کے کناروں تک حکمران دکھایا گیا ہے اور ساتھ ہی یہی "خدشہ" ظاہر کر دیا گیا ہے کہ:

یہ توقع نہ کیجیے کہ پاکستان تاریخ کے صفحات سے خاموشی سے مٹ جائے گا۔

اخبارات اور رسائل میں یہ سلسلہ رنگ بدل بدل کر اور نقشے کھینچ کھینچ کر جاری ہے۔ مقصود تمام تحریروں کا احاطہ نہیں۔ ان چند تحریروں سے ان منصوبوں اور سازشوں کو سمجھنا ہے جو ملت اسلامیہ پاکستان کو سیاسی نقشے سے مٹانے کے لیے کی جا رہی ہیں۔

ہمیں یقین ہے کہ دشمنوں اور بدخواہوں کی ساری سازشوں اور کوششوں کے علی الرغم ان شاء اللہ پاکستان قائم رہے گا اور یہ قوم اپنی اصل منزل کی طرف ضرور گامزن ہو گی۔

لیکن یہ مقصد محض خواہشات سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ سب سے پہلی ضرورت خطرات کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لیے مناسب حکمت عملی اور موثر

اقدام کی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے ایک طرف ہم اپنی منزل اور اہداف کا صحیح تعین کریں تو دوسری طرف اپنے اصل دوست اور دشمن میں تمیز کریں تاکہ کھلے دشمنوں سے بھی معاملہ کرسکیں اور دام ہم رنگ زمین سے بھی بچ سکیں۔

سب سے پہلی بات یہ سمجھنے کی ہے کہ دشمن جو سازشیں کر رہا ہے اور جال بن رہا ہے اس کی بڑی وجہ ہماری اپنی کمزوری اور ملکی قیادتوں کی بے وفائی اور مفاد پرستی ہے۔ گذشتہ دس سال پاکستان کی تاریخ کے بیش تر عرصے میں برسر اقتدار بڑی پارٹیوں کی قیادتوں نے ملک کو لوٹا اور معاشی، سیاسی، اخلاقی، تہذیبی، تعلیمی غرض ہر اعتبار سے ملک کو کھوکھلا کیا اور کرپشن اور بدانتظامی کی انتہا کردی۔ لیکن نیوکلیر استعداد کی ترقی اور کشمیر کی تحریک جہاد کی تائید تاریک افق پر روشنی کی کرنیں ہیں۔ بلاشبہ پاکستان کی معیشت اپنی غلطیوں کی وجہ سے اس وقت بحران کا شکار ہے لیکن معاشی استعداد اور وسائل کے اعتبار سے پاکستان ایک مضبوط اور نمو پذیر معیشت کا مالک ہے۔ نہ وسائل کی کمی ہمارا مسئلہ ہے اور نہ امکانات سے محرومی---- اصل مسئلہ غلط قیادت اور غلط تر پالیسیاں ہیں جن کی وجہ اقتدار پر ایک ایسے گروہ کا قبضہ ہے جسے خدا کا خوف ہے نہ خلق کی شرم---- جس نے سیاسی اور معاشی وسائل کو اپنی ذات اور اپنے گروہ کے فائدے کے لیے استعمال کیا ہے اور ملک کے اداروں کو تباہ کر کے اقتدار کو اپنے ہاتھوں میں مرکوز کرنے کی مکروہ کوشش کی ہے۔ عوامی احتساب اور عوام میں سے ایک ایمان دار اور باصلاحیت قیادت وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اور یہ نئی قیادت ملک کی اسلامی قوتیں ہی فراہم کرسکتی ہیں۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ حزبی اور گروہی سطح سے بلند ہو کر پوری قوم کو اعتماد میں لیں اور اس کے سارے اچھے عناصر کو ساتھ لے کر چلیں، قوم کے سامنے اس کا حقیقی مشن رکھیں اور اس مشن کو حاصل کرنے کے لیے قیادت بھی فراہم کریں۔ بیرونی قوتیں ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتیں بشرطیکہ ہم جاگ رہے ہوں اور اپنی قوتوں کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے وقف کردیں۔

جن حالات اور خطرات میں پاکستان اس وقت کھڑا ہوا ہے اس میں قومی ایجنڈے پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ اس ایجنڈے کے اہم نکات یہ ہیں:

۱۔ **پاکستان کی بنیاد' اسلام**: پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔ اسلام اس کی بنیاد' اس قوم کی منزل اور اس کی قوت کا راز ہے۔ اسلام اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مکمل وفاداری کا نام ہے۔ اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ایک مکمل نظام ہمیں دیتا ہے اور پوری انسانی زندگی کو خدا پرستی' حسن اخلاق' خدمت خلق اور عدل و انصاف کی بنیادوں پر استوار کرتا ہے تاکہ مسلمان اپنے لیے اور پوری انسانیت کے لیے باعث رحمت بنیں۔ یہی ہماری منزل ہے اور اس سے سرمو انحراف پاکستان کی کمزوری کا باعث ہوگا اور اللہ سے بے وفائی کا۔ یہ پہلی بنیاد ہے جس پر کوئی سمجھوتہ یا کمزوری ممکن نہیں۔

۲۔ **صحت مند جمہوری نظام**: پاکستان کسی فرد' گروہ یا طبقہ کی جاگیر نہیں۔ یہ ملک مسلمانان برعظیم کی عوامی اور جمہوری تحریک کے نتیجے میں قائم ہوا ہے اور وہی اس ملک کے اصل امین اور محافظ ہیں۔ عوام کی آزادی' حقوق کی حفاظت' سیاسی نظام کو بنانے اور چلانے کے اختیار کی ضمانت ہی میں ہماری ترقی کا راز ہے۔ ۱۹۷۳ء کا دستور انھی بنیادوں پر قائم ہے یعنی اسلام' جمہوریت اور وفاق۔ کسی کو اس میں تبدیلی کا حق نہیں۔ دستور کی ان تمام بنیادوں پر خلوص اور دیانت سے عمل ہی کے ذریعے ملک میں صحت مند جمہوری نظام قائم ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے احتساب اور انتخاب دونوں ضروری ہیں اور دونوں کو اپنے اپنے اصولوں کے مطابق ہونا چاہیے' لیکن کسی نوعیت کی آمریت---- خواہ سول ہو یا فوجی' حالات کو خراب کرنے کا ذریعہ تو بن سکتی ہے' اصلاح کا نہیں۔

۳۔ **آزاد خارجہ پالیسی**: پاکستان کی آزادی اور سلامتی کا تحفظ' خود انحصاری کے راستے پر عمل کرنے میں ہے۔ دنیا کے تمام ممالک اور خصوصیت سے مسلمان ممالک کے ساتھ دوستی اور تعاون ہمارا قومی موقف ہے لیکن ہماری خارجہ پالیسی اور معاشی پالیسیاں امریکہ کی اسیر بن کر رہ گئی ہیں۔ اس سے ہم نے دھوکے ہی کھائے ہیں اور چرکے ہی سہے

ہیں۔ اس جال سے جتنی جلدی نکلا جائے اتنا بہتر ہے۔ ہمارے لیے ایک مکمل طور پر آزاد خارجہ پالیسی اور ایک ایسی معاشی پالیسی ضروری ہے جو پاکستان کے مفادات کی حفاظت کر سکے اور علاقے میں ہمارے مثبت کردار کی ضامن ہو۔

۴- **معاشی عدل اور خوش حالی:** ملکی سلامتی اور عوامی ضروریات کی فراہمی کے لیے معاشی پالیسی کی مکمل تشکیل نو ناگزیر ہے۔ معیشت کو عالمی مالی اداروں اور عالم گیریت کے سامراجی جال سے نکالنا اور ریاست اور بازار منڈی دونوں کے درمیان تعاون اور اشتراک کے ایک ایسا نظام قائم کیا جائے جو قومی مفادات کا محافظ اور ملکی ترقی' معاشی عدل اور خوش حالی کا ضامن ہو۔ زراعت کی ترقی' بچت اور سرمایہ کاری' آجر اور اجیر کا تعاون' غربت کا انسداد اور عوامی ضرورت کی اشیا اور خدمات کی ترجیحی فراہمی' نئی معاشی پالیسی کے اہداف ہونے چاہییں۔ معاشی ترقی کا محور پاکستان اور اس کے لوگوں کی ضروریات کو ہونا چاہیے' ورلڈ بنک اور ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کی مصلحتوں کو نہیں۔

۵- **ایٹمی صلاحیت کی حفاظت:** پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کی حفاظت اور ملکی دفاع اور سلامتی کی تمام ضرورتوں کے بارے میں کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا۔ پاکستان مخالف قوتوں کا ہدف بالکل صاف شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی سازشوں کو ناکام بنا دیں' اور مقابلے کی ایسی ہمہ پہلو عسکری معاشی' سیاسی اور اخلاقی قوت حاصل کریں جو دوسروں کو ہر جارحیت سے باز رہنے کا پیغام دے۔

۶- **کشمیر' بقائے پاکستان؛** کشمیر کا مسئلہ کسی خطہ زمین کے حصول' یا دو ملکوں کے مفادات کا مسئلہ نہیں بلکہ قیام پاکستان کے ایجنڈے کا نامکمل حصہ ہے۔ یہ سوا کروڑ مسلمانوں کے حق خود ارادیت اور خود پاکستان کی تکمیل کا مسئلہ ہے۔ جو حضرات کشمیر یا پاکستان کی باتیں کر رہے ہیں وہ نہ کشمیر کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور نہ پاکستان کی حقیقت سے شناسا معلوم ہوتے ہیں۔ کشمیر کی آزادی کی جدوجہد دراصل پاکستان کی حفاظت اور بقا کی جنگ ہے۔ ان میں یہ یا وہ (either / or) کا رشتہ نہیں۔ کشمیر کا مسئلہ بھارت اور پاکستان کا سرحدی مسئلہ نہیں ہے۔ اس کا حل صرف اور صرف اقوام متحدہ کی قراردادوں کے

مطابق اہل جموں و کشمیر کے حق خود ارادیت کا حصول ہے اور جب تک یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا، کشمیر کی تحریک مزاحمت کی مکمل تائید و معاونت پاکستان ہی نہیں، پوری امت مسلمہ کا فرض ہے۔ بھارت کے تسلط اور ناجائز قبضے کے خلاف اہل کشمیر کا جہاد ہی وہ راستہ ہے جس سے بھارت کی غلامی سے نجات ملے گی، ان شا اللہ۔

اس قومی ایجنڈے پر مکمل یکسوئی کا حصول اور اس کے مطابق پالیسی ساز اور عملی اقدام کے لیے نئی عوامی قیادت کو زمام کار سونپنا ہی مسائل کے حل کی راہ ہے۔ ہمارا بھروسا اللہ پر اور اس کی نصرت و تائید کے وعدوں پر ہے۔ اور ہم پوری قوم کو بیدار کرنا اور اپنی اصل منزل کے حصول کے لیے سرگرم عمل دیکھنا چاہتے ہیں۔ زندہ قومیں نہ دوسروں کا سہارا لیتی ہیں اور نہ ان کے طعنوں اور سازشوں سے متاثر ہوتی ہیں۔ مسلمانوں کی طاقت کا راز اللہ پر ایمان اور حق پر استقامت میں ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ○ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ○ (المائدہ ۵: ۵۵-۵۶)

تمھارے رفیق تو حقیقت میں صرف اللہ اور اللہ کا رسولؐ اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ اور اہل ایمان کو اپنا رفیق بنالے اسے معلوم ہو کہ اللہ کی جماعت ہی غالب رہنے والی ہے۔

(ترجمان القرآن، اکتوبر ۲۰۰۰ء)

ہدیہ: ۴ روپے